تحریر: سید محمد وجیہ السیما عرفانیؒ

حضرت علی کرم اللہ وجہٗ

اُمت پاک میں ان کی کنیت ابوالحسن ہے، اور حضور سید انبیاء ﷺ نے اُنہیں ایک خاص کنیت ابوتراب سے مشرّف فرمایا، اور شاید اسی دوہری کیفیت ونعمت کے اظہار کے لیے انہیں ابوریحانتین کی کنیت بھی عطا فرمائی، ان کے القاب میں جہاں امیر المؤمنین کا لاحقہ ہے، وہاں یعسوب الأمة کی تخصیص بھی انہی کو حاصل ہے، اہلِ شہود کے لیے وہ ہیں غالبؓ '' عَلٰی کُلِ غالب، اسد الله الغالب " اور اہل حضور انہیں مظہر العجائب کہا کرتے ہیں، وہ مولیٰ بھی ہیں، مرتضیٰ بھی، وہ سربراہِ ولایت بھی ہیں شیر خدا بھی، ان کی گویائی حرفِ انسان کا نُطقِ آخر، ان کی نگاہ تقدیرِ حق کا فیصلہ، ان کا علم، شہرِ علوم کا اذن باریابی، ان کا فیصلہ منتہائے ازل ان کی ذات، انوارِ رسالت کا پرتو کمال، وہ فضائے حق کے پرچم کشا، وہ دائرۂ نور کا نقطۂ دِل رُبا، وہ'' اقلیم هل اتی " کے مسند نشین، وہ قلب وضمیر کے لیے جمالِ حق کی تکرار، پروازِ جبریل ان کے حضور سلامی، رُوح القدس اُن کے اندازِ بیاں پرچم کشا، قرآن حکیم میں ان کی عظمت وکمال کا اعلانِ ازل، سرورِ انبیاء ﷺ کے ارشادات میں ان کے منصبِ ابدی کا اظہار، مرتضیٰ، مُشکل کُشا، شیرِ خدا، ہاشمی والدہ نے ان کا نام رکھا حیدر، اور کائنات میں پہچانے گئے جس بلند و بالا نام سے، وہ نام ہے علی، کرم اللہ تعالیٰ وجہٗ الکریم۔

مجھے اس وقت جس موضوع پر بات کرنی ہے، وہ ہے حضرت علیؓ اور حُبِّ رسول ﷺ محبّتِ کائنات کی سب سے بڑی شے، رسول اللہ ﷺ، تقدیرِ حق کا مرکزِ اول و آخر، اور علی المرتضیٰ محبّتِ رسول اللہ ﷺ کا مرقعِ جمال۔

وہ صحابی بھی ہیں، اہلِ بیت بھی، وہ خلیفۂ رسول ﷺ بھی ہیں، زوجِ بتول بھی، وہ مبدا کرامت بھی ہیں، رہنمائے اُمّت بھی وہ مرکزِ اسرار بھی ہیں، ترجمانِ وحی بھی، وہ اسلوبِ قوت بھی ہیں، اندازِ قُرب کا حاصل بھی، مجھے تو جس طرح شیرِ خدا کی ذات عالی میں ایک ساتھ کمالاتِ جمال کی دوہری کیفیتیں محسوس ہوئی ہیں، اسی طرح ان کے کردار، ان کی ذات، ان کے متعلق رسول اور ان کے اندازِ عمل میں بھی کرشمۂ کرامات کا عجیب انداز دکھائی دیتا ہے، انہیں نوجوانوں میں پہلا مسلمان ہونے کا شرف حاصل ہے تو ''عشیرتک الاقربین " یعنی حضور اکرم ﷺ کے قریبی اہلِ خاندان میں بھی وہی اولِ اسلام ہیں، سرکار ﷺ کے لیے ایثار، ایمان، فدا کاری اور اتباع کا ایسا کامل نمونہ کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ''النظر الی وجه علی عبادة ''ایک عبادت یہ بھی ہے کہ علی مرتضیٰ کے چہرے پر نظر اُٹھ جائے۔

حضور نبی الانبیاء ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کون ہے جو اللہ کے نام پر اُٹھے اور میرا ساتھ دے یہ حضرت علی المرتضیٰؓ ہی کی ذات ہے کہ اُٹھ کے عرض کیا یا رسول ﷺ اگرچہ میری عمر چھوٹی ہے اور میری ٹانگیں کانپتی ہیں لیکن میں ہر حال میں حضور ﷺ کا ساتھ دوں گا، شاید بارگاہِ رسالت میں عشقِ حق کا یہ اندازِ نیاز ہی تھا اور اللہ کے رسول ﷺ کا ہر حال میں ساتھ دینے کے اعلان کی مقبولیت ہی تھی کہ وہ جس نے کہا میری

ٹانگیں کانپتی ہیں، جب باطل کے مقابل نکلتا تھا تو دشمن کی موت ان کی تلوار کے کوندے میں لپکتی چلتی تھی اور حق کا غلبہ ان کی میدان یداللّٰہی کی سیدھ میں قائم رہتا تھا۔

کفارِ مکّہ نے حضور رسول اکرم ﷺ کے خلاف سازشیں کیں تو، اور بدر و اُحد کے معرکے گرم کیے تب ہر حال میں علیؑ، حضور ﷺ کے ساتھ قدم بقدم، ساعت بساعت، مرحلہ بمرحلہ، حال بہ حال، اللّٰہ کے رسول ﷺ کا ساتھ دینے کا حق ادا کیا، اور یہ سب کچھ اس پسِ منظر میں، کہ ان کے والد حضور ﷺ کے حقیقی چچا ہیں، حضور ﷺ نے جن کے گھر میں پرورش پائی ہے، سرکار ﷺ نے انہیں حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کی مثال دے کر اپنا بھائی، فرمایا لیکن اُنہوں نے پُوری زندگی رسول خاتم النبیین ﷺ کا جس طرح ساتھ دیا اور جاں نثاری کے جو انداز واضح فرمائے ہیں وہ توحُبِّ رسولؐ کی تفصیل نہیں، اس کا وہ عنوان ٹھہر گئے ہیں جن کے لیے حرفِ مکرّر کوئی نہیں ہے۔

اقبال نے جب کہا تھا۔

مُسلم اوّل شہِ مرداں علیؓ
عشق را سرمایۂ ایمان علیؓ

تو اس میں حُبِّ حق اور عشقِ رسول ﷺ کے اسی انداز کا اظہار کیا ہوگا، اس نے یہ نہیں کہا کہ مولا علی کرم اللّٰہ وجہٗ نے ایمان کو صاحبِ عشق کیا ہے، بلکہ یہ کہا، کہ انہوں نے جذبۂ عشق کو باایمان بنا کے دکھا دیا ہے۔

عشق را سرمایۂ ایماں علیؓ

تو یہ بات آخر کیوں نہ ہو یہ اللّٰہ کی وحیِ حق ہے، یہ کلامِ خدا جس کے لیے نہ کبھی فنا، نہ کوئی تبدیلی، فرمایا:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ، وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ، بِالْعِبَادِ (سورۃ البقرۃ آیت ۲۰۷)

یعنی لوگوں میں وہ بھی ہیں، جنہوں نے اللّٰہ جلّ شانہٗ کی خوشنودی کے لیے اپنی جان ہی کا سودا کر لیا ہے، یہ آیت جناب حیدرِ کرار کے اس عمل و کردار کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے واضح فرمانے والی ہے، جب ہجرت کی رات اور اس عالم میں کہ کفار کی مشترک یورش ہے حضور اکرم ﷺ مدینہ منورہ کو ہجرت کر جاتے ہیں اور حضرت علیؓ مرتضٰی، حضور ﷺ کے بستر پر لیٹ جاتے ہیں، جانِ جاں اور جانانِ جاں کے لیے اپنی جان نثار کر دینے کی خاطر پیش کرنے کا یہ انداز کسی نے کب دیکھا ہوگا۔

يَّشْرِىْ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ (ایضاً)

حضرت عبداللّٰہ بن عباسؓ کے قول کے مطابق۔

وہ ہر غزوے میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ رہے، لشکرِ اسلام کے پرچم ان کے ہاتھ میں رہے اور استقامت، عزم اور ثابت قدمی کا پیکر ثابت ہوئے۔

خود حضور اکرم ﷺ نے مرحب و انتر کے مقابل بھیجتے ہوئے اپنا عمامہ حضرت علی المرتضٰی کے سر پر باندھا، اپنی تلوار انہیں عطا فرمائی، اور

یہی وہ ذوالفقار ہے کہ قوتِ حق بن کر ہمیشہ باطل کو دو نیم کرتی رہی ہے۔ اُحد اور بدر، احزاب اور دوسرے غزوات میں مولا علی کرم اللہ وجہہٗ نے جس جس طرح اللہ کے رسول ﷺ کے لیے جاں نثاری کی، ان میں سے ہر واقعہ کی ہر تفصیل تاریخ کا حصّہ ہے اور اس بات کی اٹل شہادت ہے کہ محبّت اپنے محبوب کے لیے کیا تقاضے رکھتی ہے۔

تاہم بارگاہِ صمدیت میں ایک عجیب اسلوب چلتا ہے، کہ وہ محبوب بناتے ہیں، مُسلمِ اوّل، شہِ مرداں مولا علی کرم اللہ وجہہٗ نے قدم قدم پر اپنی جانِ عزیز، ذات رسول ﷺ پر نثار کرنے کے لیے پیش کی، اور رسول اللہ ﷺ کی جانب سے محبّت کی جو تنویریں اُن کے لیے ضیا فگن ہوئیں وہ لازوال ہیں، حضور ﷺ نے اعلان فرمایا کہ اگر حُبِّ رسول ﷺ مدارِ ایمان ہے، تو یاد رکھو مجھ سے تو محبّت اسی کی ہے، جس نے علیؓ سے محبّت کی، اور کئی مرتبہ ارشاد فرمایا کہ علیؓ کی محبّت میری محبّت ہے اور ان سے بُغض وعداوت، مجھ سے ہے، اور وہ بات تو سبھی کو یاد ہے کہ ارشادِ رسالت ہُوا، مَیں جس کا مولیٰ ہُوا، علی اسی کے مولیٰ ہُوئے۔

اللہ جلّ شانہٗ اپنے فضل اور احسانِ خاص سے اس ذات عالی کے انوارِ کرم اور توجہاتِ عنایات سے ہمیشہ سرفراز رکھے جو حضرات حسنینؑ کے والد ہیں، جو خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہرا کے زوج ہیں، جو رسول اللہ ﷺ سے محبّت کی علامت ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی محبّت کا مظہرِ اتم ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی نسبتِ کمال کی جمیع برکات سے ہمیشہ نوازے رکھے۔ آمین۔